ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

جو نالے ان چمن پا جو بہ بوسے جا کے بن جاتے ہیں ٭ اڑا یا بوئے گل نے رنگ شاید میری آہ کا

گلدستہ جدید

بہار عید

خاکسار بندہ کمترین محمد شمس الدین نے حسب فرمایش محبوب علی صاحب

تاجر کتب بازار پتھر گٹی مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد دکن کے

مطبع ابوالعلائی میں

طبع کرایا

تقریظ دل پذیر انتیجۂ خیال جناب مولوی عبدالقادر صاحب

چمپا چنبیلی - گلاب - موگرا - جوہی سنواڑی سیوتی اپنے اپنے مستانہ رنگ و بو مین روشون پر ایک ہوشیار باغبان کا سلیقہ بیان کرنیکے علاوہ اس بہار کا لطف صبح کے سہانے وقت مین سیر کرانیوالونکی زبان سے ترانہ سننے کی امید پا اپنا قیاس چاہتا ہی اوسکے ساتھ ہی خار خزان کے اندیشہ کا ایسا بہیانک سمان آنیوالا متصور ہے جس سے دل بیٹھ جاتا ہے - لیکن ہم ایک ایسے پربہار باغ مین پہونچ جاتے ہین - جو داغ خزان سے ہر ایک پتہ اور پنکھڑی گہن سے نکھرے ہوئے چاند کیطرح اپنی بہاران رکھتا ہے آپکو زیادہ انتظار مین رکہنی زحمت ناگوار خاطر ہے اور نیز عام تقریظ لکھنے والون کیطرح شاعرانہ مبالغہ سے مضمون کو ٹہونس ٹہونس کرنا بھی منظور نہین - کہان کا باغ کہان کا مالی کہان کا پہول کہان کی کیاری - یہ تو ایک نیا گلدستہ ہے جسکو ہمارے دوست منشی محبوب علی صاحب المتخلص صفا نے بڑی محنت اور تلاش سے شعرائے باکمال کے منتخب غزلونکو جمع کیا ہے فی الحقیقت (بہار عشرت) اسم با مسمی ہے فقط

عبدالقادر احمدی
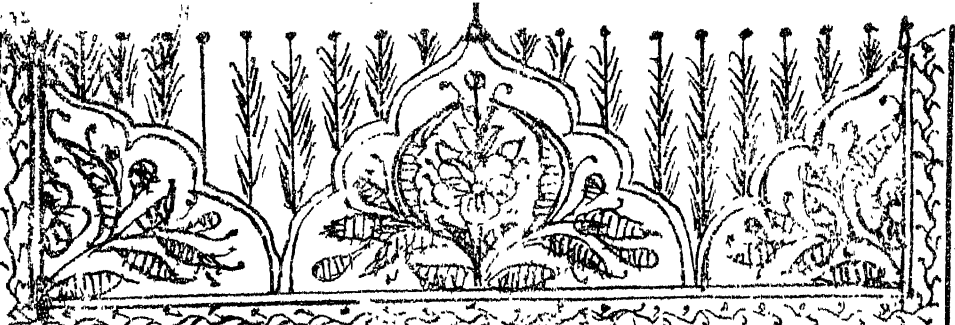
بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلام الملوک ملوک الکلام

غزلیات اعلیحضرت فیض موہبت سکندر شوکت دارا

حشمت رستم دوران نواب میر محبوب علیخان فتح جنگ

فتح الدولہ مظفر الممالک آصف جاہ بہادر دام اقبالہ

المتخلص بہ آصف والی ریاست حیدرآباد دکن۔

قصیدہ آصف

چہرہ دکھادو او کملی والے ‏ ‏ مصحف بتادو او کملی والے

ہے یاں بنا آپ سے پنجتن کی ‏ ‏ اُن کا بنادو او کملی والے

جنت مدینہ ہے کچھ نہیں شک ‏ ‏ تھوڑی سی جا دو او کملی

یہ آرزو ہے خاک کف پا ‏ ‏ سُرمہ بنادو او کملی والے

محشر کے شافع کیا خوش لقب ہے ‏ ‏ یاں بخشوادو او کملی والے

ہم سے لحد مین جب ہووے پرسش | کلمہ سکہادو او کملی والے

دنیا ہی دون سے آصف کے دل کو
آپ اب پھرادو او کملی والے

غزل آصف

مژدہ قاصد کا روح افزا تہا | وہ فرشتہ خدا نے بہیجا تہا
اب یہ جانا کہ ہم کو دہوکا تہا | دل ہمارا نہ تھا تمہارا تہا
حشر مین بھی کہین گے تجہ سی ہم | تجہ پہ دعوا تھا تجہ پہ دعوا تہا
جاکے کنج لحد مین ہم سمجہے | زندگی عمر بہر کا جہگڑا تہا
زلف مین دل اگر نہ تھا نہ سہی | کیون جی مٹھی مین آپکے کیا تہا
غور کرلو شب فراق کا غم | مجہ سے کیا پوچہتے ہو تم کیا تہا

اب زمانہ کا رنج ہے آصف
کیا خوشی کا کبہی زمانہ تھا

غزل آصف

حسن پر اپنے نہ اترائیے آپ | آئینہ دیکہہ کے شرمائیے آپ
کون ہے عاشق شیدا دل سے | فال مین نام نکلوائیے آپ
وصل کے نام پر اقرار انکار | کچہ نہ کچہہ منہ سے تو فرمائیے آپ
آپ کا نام نہ لون گا ہر گز | میرے مرنے سے نہ گہبرائیے آپ
وصل منظور نہین ہے نہ سہی | دیکہنے کو تو نہ ترسائیے آپ
جس طرف قصد ہے مین جان گیا | جائیے جائیے بس جائیے آپ

عشق کا اللہ رے ذوق واہ رے افراط شوق
خط یہ کئے خط رقم ایک سے دو دو سے چار

دیکھیے وہ کعبہ مین کیا جس کے تصور مین ہون
جلوۂ روئے صنم ایک سے دو دو سے چار

دیجیے پھر بوسے آپ ابکے ہو گنتی درست
گن گئے پہلے سے ہم ایک سے دو دوسی چار

آصف ناشاد کا حال یہہ ہے ہجریان
تازہ الم تازہ غم ایک سے دو دو سے چار

غزل آصف

یہ فصل بہاران مبارک مبارک
بہار گلستان مبارک مبارک

یہ ہے روز نوروز کی نیک ساعت
خوشی کا سامان مبارک مبارک

عجب کیا ہے انسان کے خط چمن مین
اگر ہو نمایان مبارک مبارک

حمل مین ہے تحویل خورشید شکو
کہے ماہ تابان مبارک مبارک

بر آتے ہین آرزوئین امیدین
نکلتے ہین ارمان مبارک مبارک

بہار آئی مرغان گلشن کو مژدہ
ہوئی مشکل آسان مبارک مبارک

گلے سے صراحی کے نکلین صدائین
یہ بزم میناں مبارک مبارک

ہوئے نقش تسخیر اب مہر آصف
یہ جاہ سلیمان مبارک مبارک

غزل آصف

کہا جب اُن کہئے کیا ہوا دل — بس اتنی بات سنکر آ گیا دل

ہوا چالاک تجھ سے ہی سوا دل — چھلاوا شوخ چنچل چلبلا دل

مرا دل سوز ہے داغ جگر اب — مرا ہم درد ہے درد آشنا دل

وہ تھی کچھ اور وقت صبح لذت — تڑپ کر مجکو دیتا تھا مزا دل

ترستی ہین یہ آنکھین دیکھنے کو — کرون کیا مین تڑپتا ہی مرا دل

لئے جاتا ہے پھر اُس کی گلی مین — یہ بے غیرت یہ کیسا بے حیا دل

نہ دے اے سنگدل تو رنج اسکو — نہ کر تو ظلم ٹوٹے گا مرا دل

ہماری بندگی ہے ایسے دل کو — نہ دے بندہ کو ایسا بھی خدا دل

ہمارا ہی کبھی تو آشنا تھا — ارے اُس بیوفا نا آشنا دل

خراب و خستہ ہو کر خوب سنبھلا — محبت مین بگڑ کر بن گیا دل

تڑپنے کی جو عادت ہے تو آصف
تسلی سے سوا تڑپا مرا دل

غزل آصف

کیون مر گئے نہ ہجر مین درد جگر سے ہم — شرمندہ کیون نہ ہون شب غم کی سحر سے ہم

سینہ سے بھی تو ڈھونڈ نکالا نگاہ نے — اب دل کہان چھپائین تمہاری نظر سے ہم

چارون طرف سے گھیر لیا دل کو یاس نے — ارمان پکارتے ہین نہ نکلین [illegible]

برق نگاہ پھر دل بیتاب پر گری — ہم سے نظر بچی نہ کسی کی نظر سے ہم

آنکھون مین [illegible] وہی لذت ہوئی نصیب — کیسا گرے ہین آ[illegible]سی کی نظر سے ہم

بیتاب کر دیا ہے ہمین شوق دید نے — آگے بڑھے ہین چار قدم راہبر سے ہم

شام شب فراق ہماری گواہ ہے
بیٹھے ہین انتظار مین اتنک سحر سے ہم

ہم سے تو جان مفت مین یون دی نہ جائیگی
آنکھین چرائین کیون نہ ہماری نظر سے ہم

لو آؤ امتحان کرین حسن و عشق کا
کچہ تم بڑہو ادہر سے بڑہین کچہ ادہر سے ہم

سوز درون نے خوب گہلایا ہے شمع کو
باندہین گے چلکے شرط کسی کی کمر سے ہم

آصف جو دل گیا ہے تو جائیگی جان بہی
اب کیا ہی ہے روکتے تہے پیشتر سے ہم

غزل آصف

زبان سے ذکر کا تیرے ہی نام لیتے ہین
ہزار نام کا ہم ایک نام لیتے ہین

سبہی نے بزم مین دیکہا ہی پیار سے انکو
یہ دیکہنا ہے کہ وہ کس کا نام لیتے ہین

اٹہائے جاتے ہین تہم تہم کے ذبح کی لذت
چہری کو ہاتہ سے ہم تہام تہام لیتے ہین

ہمین تو زہر بہی دیتے نہین وہ ہائے ستم
خوشی سے غیر کے ہاتہون سے جام لیتے ہین

دکہاتے پہرتے ہین گلشن مین اپنی رعنائی
کہ شاخ شاخ کا تنکر سلام لیتے ہین

دل آگیا تہا زلیخا کا حسن یوسف پر
بہلا وہ مول کب ایسے غلام لیتے ہین

خدا کی شان جو پانی بہی بڑہکے پیتے تہے
وہ آج چہین کے ساقی سے جام لیتے ہین

پرکہ لو جانچ لو کچہ کہوٹ نقد دل مین نہین
کہرا ہے مال کہرا اسکے دام لیتے ہین

جو سر بہی جائے تو عاشق کبہی نہ لین احسان
وہ خانہ زاد تمہارے غلام لیتے ہین

قصور کوئی کرے اس سے ان کو بحث نہین
غضب تو یہ ہے کہ آصف کا نام لیتے ہین

غزل آصف

آتش غم ہے روز و شب روشن | حال میرا ہے اُن پہ سب روشن
گر گئے ہین نظر سے شمس و قمر | چہرہ دیکھا ہے اک عجب روشن
وہ تو کیا چیز ہے سکندر نے | راہ ظلمات کی تھی سب روشن
ہم نے دامن پکڑ کے اُن سے کہا | حال اُن پہ ہوا ہے جب روشن
یہ سلگ کر کہین بھڑک نہ اُٹھے | نہ کرو آتش غضب روشن
گر چھوئے اُس کا رخ عدو یارب | جلکے ہو [illegible] روشن
اپنی مہندی لگی ہتیلی دیکھ | ید بیضا ہوا ہے اب روشن
جس سے حال اُسکا پوچھین کہتا ہے | آپ پر ہے حضور سب روشن
وصل کی شب حیا سے وہ کہنا | کیون رہی شمع بے سبب روشن

پیشتر اِس طرح نہ تھا آصف
جس طرح داغ دل ہے اب روشن

غزل آصف

تم تو ناحق بھی خفا ہوتے ہو انصاف کرو | اور پھر حد سے سوا ہوتے ہو انصاف کرو
وقت پر کام جو آئین گے یہی آئین گے | دشمن اہل وفا ہوتے ہو انصاف کرو
منصفی شرط ہے مہمان یون ہی ہتے ہین | تم تو آتے ہی ہوا ہوتے ہو انصاف کرو
داد عاشق کی نہ دی بادشہ حسن مجھے | اور سر گرم جفا ہوتے ہو انصاف کرو
ہے بُرا شیوۂ بیداد سے رُسوا ہونا | سب مین انگشت نما ہوتے ہو انصاف کرو
مار رکھتے ہو ذرا آنکھ دکھاتے ہو جسے | دوسرے تم تو قضا ہوتے ہو انصاف کرو
یاد بھی ہے کبھی آصف سے ملے ہین کہ نہین | آج پابند حنا ہوتے ہو انصاف کرو

غزل آصف

چشم و دل خالی ہین اشک و آہ سے
چل بسے سب اپنی اپنی راہ سے

یون دکھاتا تھا طلسم حسن عشق
ورنہ یوسف کو علاقہ چاہ سے

گر سمجھتے ہجر ہے بعد وصال
کیون دعا ہم مانگتے اللہ سے

پاسبان کا جور دربان کا ستم
پوچھئے اس بندۂ درگاہ سے

دل جلون کی آہ تھمتی ہے کہین
جل گیا عرش معلے آہ سے

پاؤن پر ہے گرد کیا مدفن مٹا ہے
آئے ہین یون آپ کس درگاہ سے

جھوٹی قسمین کھا چکے توبہ کرو
فائدہ واللہ سے باللہ سے

وہ کبھی دن آئے کرو ہم پر ستم
مانگتے ہین ہم دعا اللہ سے

رنگ فق ہے مو پریشان ہونٹ خشک
خیر ہے یون آئے خلوت گاہ سے

جان دیتے ہین مگر ڈرتے نہین
چاہنے والے تمہاری چاہ سے

خط مین لکھا تھا نہین مرتا ہو مین
شاد ہین وہ مطلب دل خواہ سے

شکر کر آصف کہ وہ کہتے ہین آج
خوش ہوئے ہم مل کے آصفجاہ سے

ٹھمری حضرت آصف

پیا بن ترس گیو موری اکھیان
کون لگائے گلے چھتیان

سگری رین موری پت بیتی
نیند نہ آئے سکی رتیان

جب سے پیا پردیس سدھارے
ایک نہ بھیجی لکھ بتیان

آصف پیا ہان ہو گی لڑائی
غیرون سے کینو تم بتیان

ٹھمری آصف

اجمیری خواجہ دِل سے رکھیو پیار
چاہے تو بخشیں چاہے سزا دیں
انکھیاں ترس گیو دیکھنے کو تورے
آصف سے پھر جائے جو کوئی

ہردم لیل و نہار اجمیری خواجہ
تیری بڑی سرکار اجمیری خواجہ
روتا ہوں زار و نزار اجمیری خواجہ
اُس پہ خدا کی مار اجمیری خواجہ

ٹھمری آصف

ہم پہ ہو جائے مہر کی نجریاں
راہ باٹ میں کہیں بھول سکی ری
محبوب علے پاشا تورے بل بل جاوں

مہر کی نجریاں کرم کی نجریاں
ہم کو بتا دو خواجہ سی ڈگریاں
آصف پیا کی میں لوں گی بلیاں

ٹھمری آصف

چلو ری بہناں گنگا نہانے کو جائیں
ہاتھ میں ناڑا پوڑی گود ملیدہ
خواجہ کے دربار سب مل جائیں
آصف پیا مورا رنگ رنگیلا ہے

مٹکیاں بھر کر لائیں ہاں ہاں
من کی مرادیں پائیں ہاں ہاں
کارن اپنا سنائیں ہاں ہاں
جلسے خوشیاں منائیں ہاں ہاں

غزلیات داغ - میرزا خان صاحب فصیح الملک

شاگرد محمد ابراھیم ذوق دہلوی

تو ہی اپنے ہاتھ سے جیب دل ربا جاتا رہا

دل کی بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا

جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی

جو بھروسہ تھا ہمیں وہ آسرا جاتا رہا

میں نے دیکھا اون کی زلفوں کو تو فرمانے لگے

آپ کا دل کھل پڑا گم ہو گیا جاتا رہا

مرگ دشمن کا زیادہ تم سے ہے مجھ کو ملال

دشمنی کا لطف شکووں کا مزا جاتا رہا

ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشانی سے

ذہن میں آتے ہی آتے مدعا جاتا رہا

اچھی صورت کی رہا کرتی ہے اکثر تاک جھانک

رہ گئیں آنکھیں مگر وہ دیکھتا جاتا رہا

کس قدر ان کو فراق غیر کا افسوس ہے

ہاتھ ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا

دیکھو دیکھو مجھ پہ برساتے رہو تیر نگاہ

صید جس دم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا

	داغ کچھ درہم نہ تھا جس کا اونہیں ہوتا ملال ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا	

[illegible] سر پہ [illegible] قسم
کھائی ہے [illegible] قسم [illegible] کھائی ہوئی سی ہے

[illegible] کہ نہیں تم ذرا [illegible]
اُس کی [illegible] جا بہ لگائی ہوئی سی ہے

چھپایا ہوا ہے رنج عدو کا تمہارے سا
آنکھوں میں تیرے نیند سمائی ہوئی سی ہے

[illegible] پریشان ہوا [illegible] نہیں
بے ناز التفات اڑائی ہوئی سی ہے

دھو دیا ہے تم نے تیغ کو باقی ہے ہم ابھی
یہ خون میں کسی کے نہائی ہوئی سی ہے

میرا نشاں جو کوچۂ جاناں میں ہے کبھی
اک مشت خاک بھی اڑائی ہوئی سی ہے

دست فلک سے ہائے میری سر نوشت نے
موہوم اک لکیر مٹائی ہوئی سی ہے

چشمک زنی نہ کی ہو کسی چشم مست نے
نرگس کی آنکھ آج لڑائی ہوئی سی ہے

رنگت اڑی ہوئی سی ہے کیا آج داغ کی
چہرہ پہ مردنی بھی تو چھائی ہوئی سی ہے

یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہیں
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہیں

وعدہ ابھی کیا تھا ابھی کھائی تھی قسم
کہتے ہو پھر کہ ہم تجھے پہچانتے نہیں

چھوٹے گی حشر تک نہ یہ مہندی لگی ہوئی
تم ہاتھ میرے خون میں کیوں سانتے نہیں

سر باز و جاں نثار محبت وہ ہیں دلبر
رستم بھی ہو تو کچھ اسے گردانتے نہیں

بن جائیں گے جو سامنے آئے گا آئینہ
دیکھیں تو کس طرح وہ بھوں تانتے نہیں

نکلا ہے جو زبان سے اس کو نباہئے
ایسی وہ اپنے دل میں کبھی ٹھانتے نہیں

کیا داغ نے کہا تھا جو ایسے بگڑ گئے
عاشق کی بات کا تو برا مانتے نہیں

ہر بات سے ہے شوق فتنہ گر کی
شوخی ہے مزاج میں نظر کی

تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی ؛
وہ آنکھ سے نہیں ہے نامہ بر کی

آنا نہ شب وصال اے مرگ
تھماں سب عمر راستہ بھر کی

مقبول نہ ہو دعا ے عاشق
ہر دم ہے یہی دعا اثر کی ؛

خاطر سے مرے یا عدو کے خاطر
گو اپنے خلاف کی نظر کی ؛

زانو پہ تو کر رہا تھا جیب سے ؛
لیتا ہوں بلائیں اپنے سر کی

کیوں آئی صبا تری گلی میں
پھرنے والی ہزار گھر کی

کیا تاب ہے خیر ہو الٰہی ؛
رکتی ہے زبان نامہ بر کی ؛

کچھ صبر کئے سے بن نہ آیا
یوں ہی تو بہت دنوں بسر کی

اے شمع ہمارا ساتھ دینا ؛
تکلیف ہے اور دوپہر کی

اے داغ وہ لطف کیا کریں گے
احسان کیا جفا اگر کی ؛

نہیں ہوتی بندے سے طاعت زیادہ
بس اب خانہ آباد دولت زیادہ ۔

محبت میں سو لطف دیکھے ہیں لیکن
مزا دے گئی ہے شکایت زیادہ

مریض محبت کی اچھی دوا کی ؛
اوسے آج ہے کل سے غفلت زیادہ

وہ تشریف لاتے ہی بولے کہ رخصت
نہیں ہم کو ملنے کی فرصت زیادہ

الٰہی زمانہ کو کیا ہو گیا ہے ؛
محبت تو کم ہے عداوت زیادہ

عدم سے سب آتے ہیں یاں چار دن کو
نہیں ہوتی منظور رخصت زیادہ

تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھیں ؛
کہ ہے کون سا خوبصورت زیادہ

مری بندگی سے میرے جرم افزوں
ترے قہر سے تیری رحمت زیادہ

حیا اوس کی آنکھوں میں کیونکر ہو یارب
کہ شوخی سے بھی ہے شرارت زیادہ
بنے حوض مے صحن میخانہ بھر کر
زیادہ برس ابر رحمت زیادہ

بہکتے نہ تھے داغ یوں گفتگو میں
مگر پی گئے آج حضرت زیادہ

امیر ـ جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی مرحوم و مغفور تلمیذ حضرت اسیر لکھنوی مرحوم و مغفور

آنکھوں میں نور تیرا دل میں سرور تیرا
دروازے سے ہی گھر تک سارا ظہور تیرا
جنت میں بھی ہے چرچا اے رشک حور تیرا
شہرہ ہے اللہ اللہ اب دور دور تیرا
تو مہر ہے ترے آگے سب قطرہ ہائے شبنم
ان کا کہاں ٹھکانا جب ہو ظہور تیرا
اے چشم شوق وہ تو ہر رنگ میں ہے ظاہر
اب بھی جو تو نہ دیکھے تو ہے قصور تیرا
میں آئینہ ہوں تیرا تو آئینہ ہے میرا
تجھ میں ظہور میرا مجھ میں ظہور تیرا
مدہوش عشق ہو کر جا بزم معرفت میں
پردہ نہ بیچ میں ہو غافل شعور تیرا
ہے بے خودی ہی حس سے ہو تا کہ جا حاصل
غائب جو آپ سے ہو پائے حضور تیرا
خورشید و ماہ سب میں جلوے ترے ہیں لیکن
ایسی کہاں ہیں آنکھیں دیکھیں جو نور تیرا
اے دل جو اُس کے غم کو تجھ میں جگہ ملی ہے
رکھا ہے نام ہم نے دار السرور تیرا

ناداں امیر ناحق امیدوار ہے تو
دل لیکے پھیر دیگا وہ اب ضرور تیرا

غزل امیر

غم نہیں جی تن سے نکلا دل گیا
مل گئے تم مجھکو سب کچھ مل گیا

بولے وہ سینہ پہ میرے رکھکے ہاتھ
کہئے اب تو اضطراب دل گیا

اے نگاہ یاس تیرا ہو برا
گھر تلک روتا ہوا قاتل گیا

تیغ قاتل ہے اسے یاد بہار
جب چلی وہ غنچہ دل کا کھل گیا

برہمن کو بت مجھے تو اے صنم
جس نے جو مانگا خدا سے مل گیا

جمع ہیں سینہ میں پیکاں تیر کے
سیکڑوں دل ہیں اگر اک دل گیا

خواب میں آنکھیں جو تلووں سے ملیں
بولے اف اف پانوں میرا چھل گیا

اوس کا رخ پھرتے ہی آنکھیں پھریں
لو اودھر قاتل ادھر بسمل گیا

وائے قسمت غافل آیا میں امیر
عمر بھر غافل رہا غافل گیا

غزل امیر

ہجوم ایسا نگاہوں کا ہوا ہی اونکی چلمن پر
کہ دھرے پڑے جالیکے پڑے ہیں روی روشن پر

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ میرا ہاتھ محشر میں
کبھی جیب کفن پر ہو کبھی قاتل کے دامن پر

دو رنگی سے نہیں خالی ہے کوئی بات اس بت کی
پیام صلح لب پر جنگ کے آثار چتون پر

تڑپتا ہے دل بسمل کہیں ایذا نہ ہو تم کو
قدم رکھو تو بسم اللہ کہکر میرے مدفن پر

شرار آتش دل ہیں کہ قطرے اشک خونیں کے
نظر آتی ہیں کچھ چنگاریاں سی جیب و دامن پر

نہ کرتا می سے توبہ تو ابھی ہرگز نہ میں مرتا
جو سچ پوچھو تو میرا خون ہے قاضی کی گردن پر

میں جب کہتا ہوں اس سے مجکو تیری شرم نے مارا
تو شوخی سے صبا الزام رکھدیتی ہی چتون پر

اونگاہ گرم سنے ابھری ہوئے سینہ کو جب دیکھا | تو وہ بولے کہ دیکھو آنچ آجائے نہ جوبن پر

امیر اوس کی ادا سے ایک عالم کی قضا آئی
پڑھے گا فاتحہ اب کون آکر کس کے مدفن پر

غزل امیر

اوسکی حسرت ہے جسے دل سے مٹا بھی نہ سکوں
ڈھونڈھنے اسکو چلا ہوں جسے پا بھی نہ سکوں

چٹکیاں لیتی ہے دل میں وہ کریں تو انکار
داغ کچھ دور نہیں ہے کہ دکھا بھی نہ سکوں

ان میں اور ذرا حیا مجھ سے چھپا کر بولا
کیا یہ جوبن ہے کسی کا کہ چرا بھی نہ سکوں

وصل میں چھیڑ نہ اتنا اسے اے شوق وصال
کہ وہ روٹھ بیٹھے تو کسی طرح منا بھی نہ سکوں

ضبط کمبخت نے اور آکے گلا گھونٹا ہے
کہ اسے حال سناؤں تو سنا بھی نہ سکوں

ہائے کیا سحر ہے یہ حسن کہ مانگیں تو حسین
دل بچا بھی نہ سکوں جان چرا بھی نہ سکوں

نہ یہ قاصی کے میں کہنے لگا ہوں حسن پر
عشق کچھ کفر نہیں ہے کہ جتا بھی نہ سکوں

ان کے پہلو میں جو لیجا کے سلاؤں دلکو
نیند ایسی اسے آئے کہ جگا بھی نہ سکوں

اے امیر اپنی غزل ہے کوئی آیت بھی نہیں
کہ گھٹا بھی نہ سکوں اور بڑھا بھی نہ سکوں

غزل امیر

تجھی شاید نکلوائی ہے اس نے گو نج بالے میں
کھٹک ہر روز ہے بڑھکر ہے میرے دل کے چھالے میں

مرے جتنے تھے باغ دہر میں سب چن لئے دل نے
نہ ایسا زخم ہے گل میں نہ ایسا داغ لالے میں

خط اس عارض کا جب سے چہپ گیا ہے میری نظرون سے
نگہ یون آنکہ مین چبہتی ہے کانٹا جیسے چہالے مین

بہت ہے شرم تو وہ آ چکے آغوش مین میرے ؏
جہکا لیتا ہے آنکہین چاند ہوتا ہے جو ہالے مین

ہزارون خار پیاسے وادئ غربت مین ہین یارب ؏
پلاؤن کس کو [illegible] چہالے مین

ادہر بہی اک نگاہ لطف خم کی خیر اے ساقی ؏
ہمین بہی ایک چلو دیجئے کسی ٹوٹے پیالے مین

تڑپتے عمر گذری یار آئے یا اجل آئے ؏ ؏ ؏
خداوندا کوئی تاثیر تو پیدا ہو نالے مین ؏

چمن سے خانۂ صیاد تک زندہ نہ پہونچون گا ؏
کہ دم اٹکا ہے نرگس مین تو جان اٹکی ہے لالے مین

امیر اوس نازنین پر ہے گران بیلا چنبیلی تک
پہنتا ہے پروکر پہول جوہی کے وہ بالے مین

غزل امیر

آہ شرر فشان مین ہمارے اثر نہین ۔ پہولا ہوا درخت ہے لیکن ثمر نہین
ایسے ہین مست بادۂ حسن و جمال سے ۔ میری خبر کہان انہین اپنی خبر نہین
ہم بے قرار لوٹتے ہین کب سے خاک پر ۔ آسودگان خاک تمہین کچہ خبر نہین
محفل مین شمع باغ مین شبنم فلک پر ابر ۔ کس کی ہے آنکہ جو میرے ماتم مین تر نہین

بوسہ جو سنگ در کو دیا بول اٹھا وہ شوخ
گھر جانے کا ابھی سے ارادہ نہ کیجئے

بندے کا ہے مکان خدا کا یہ گھر نہین
ہے میرے درد دل کی چمک ہی سحر نہین

دنیا ہے طرفہ میکدۂ بیخودی امیر
سب مست ہین کسی کو کسی کی خبر نہین

غزل امیر

مارہی ڈالتے ہین گیسوؤن والے دل کو
پیچ پر پیچ ہین اللہ بچالے دل کو

ہون مین بیکس کوئی ہمدم ہے نہ غمخوار مرا
درد ہی اٹھکے سنبھلے تو سنبھالی دل کو

ٹوٹ کر آبلے ناسور ہوئے جاتے ہین
ہائے چلنی کئے دیتے ہین یہ چھالے دل کو

کوئی پامال ہی کرنے کو نہین لیتا ہے
مجھکو دو کچھ ہے کرون کسکے حوالے دل کو

مغبچے دختر رز سے تھی لگاوٹ مین سوا
تاکتے رہتے ہین یہ میکدے والے دل کو

ہوگیا سرد تڑپ کر تو وہ بولے ہی ہے
کیا ہوا آج مرے چاہنے والے دل کو

اپنے مطلب کا انہین آرہین کیا کیا گھاتین
ناز سے مانگتے ہین نازونکے پالے دل کو

سخت نادان ہے کہ ملتا ہی وہ پاؤن تلے
کچھ بھی سمجھے تو کلیجے سے لگا لے دل کو

کہتے ہین شوق سے آئین مری محفل مین امیر
ساتھ لائین نہ مگر لوٹنے والے دل کو

غزل امیر

تیغ کھینچے جو یار آتا ہے
اور بھی مجھکو پیار آتا ہے

دیکھکر مجھکو چتونون سے کہا
وہ تمہارا اشکار آتا ہے

درد دل مین میری تسلی کو
گریہ بے اختیار آتا ہے

تم کو آتا ہے پیار پر غصہ
ہم کو غصے پہ پیار آتا ہے

زندگی میں کبھی نہ آیا تھا چین
مر گئے پر قرار آتا ہے

نزع کے وقت آ اس کی گھبراہٹ
دیکھ کر مجھ کو پیار آتا ہے

[illegible] دیکھ کر اس کو
[illegible] روزگار آتا ہے

جاتے [illegible] زبان تک پھر امیر
شکر بے اختیار آتا ہے

غزل امیر

جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے
میں روتا ہوں ان کو ہنسی سوجھتی ہے

یہ آتا ہے جی میں کہ کوثر کو چلئے
[illegible] دور کی سوجھتی ہے

یہاں تو مری جان پر بن رہی ہے
تمہیں جان من دل لگی سوجھتی ہے

جو کی میں نے جوبن کی تعریف بولے
تمہیں اپنے مطلب ہی کی سوجھتی ہے

پڑا ہے یہاں دیدہ و دل کا رونا
تمہیں آئینہ آرسی سوجھتی ہے

کمر کی رعایت شب وصل کیسی
کہیں ایسے میں نازکی سوجھتی ہے

امیر ایسے ویسے تو مضمون ہیں لاکھوں
نئی بات کوئی کبھی سوجھتی ہے

غزلیات مائل جناب احمد حسین صاحب ڈاکٹر شاگرد مولوی مرزا علی صاحب صفی

حشر میلا ہے خوش جمالوں کا
نام نکلے گا حسن والوں کا

دیکھو دیکھو قدم پہ سر آیا
زلف کے لمبے لمبے بالوں کا

بڑھ گیا حسن بوسہ لینے سے — کھل گیا اور رنگ گالون کا
جمع ہین میری قبر پر گلرو — آج میلا ہے پھول والون کا
حشر کا غلغلہ ہے کس کا نور — تیری چھا گل کا میرے بالون کا
ناک کو آنکھ کو مبارک ہو — یو پسینے کی رنگ گالون کا
اون پہ اک پردہ اوسپہ سو پردی — عشق بھی عشق حسن والون کا
اور کیا ہے خیال رنگا رنگ — ایک جلوہ مرے خیالون کا

دل جگر پھک رہی ہین اے مائل
ساتھ دو تم بھی جلنے والون کا

غزل مائل

اے عشق سمٹ کر تو ہتیلی ہین گرا ئے — تجہ مین تہ کبہی دل کا تماشا نظر آئے
دیکھون تجھے مین دل ہین یہ ارمان بر آئی — عینک وہ ملے جس سے مجھی تو نظر آئے
جانا وہی اچھا کہ اشارہ سے ہو کچھ بات — وہ ہاتھ ہلا کر تو یہ پوچھین کدھر آئے
یہ کیا کہ جوانی مین گرین دانت پکین بال — پیری وہی اچھی ہے کہ جو وقت پر آئے
اللہ جوانی مین نزاکت کا نگہبان — کچھ بوجہ زیادہ ہوا جو بن اُبھر آئے
ایسی کوئی تدبیر بتا مجھکو کہ ہر روز — تیری خبر آئے مرے گھر کی خبر آئے
میرے نگہ شوق سے گھونگٹ نہ تو روکا — کس طرح سے روکو گے اُسی دل اگر آئے
وعدے سے کسی کے نہ ہوئی دل کو تسلی — جب بات ہو جھوٹی تو کہان سے اثر آئے

دیکھو تو یہ میخانہ ہے مسجد نہین مائل
کیا بھول گئے راستہ حضرت کدھر آئے

غزل مائل

دل اوس کو دیا جسے پہچانتے نہیں
ہم آپ [illegible] ہیں [illegible] جانتے نہیں

منہ چوم کر کرین گے نظارہ چھپا نہ منہ
قرآن کو بوسے ہین گر وا [illegible] نہیں

تم سا ہے اس مین کون تم اک ادا تو کرو
آئینہ دیکھتے ہو بہو ہین تانتے نہیں

سب لے رہی ہین شربت دیدار کے مزے
کیون ہاتھ پکڑ نقاب اُسے پہچانتی نہیں

دیکھے جو مجھکو ہنس کے کہے رحمت خدا
ہم اس گناہگار کو پہچانتے نہیں

کیا میٹھی میٹھی باتے ہے کیا بھولی بھولی شکل
کہتی ہے کم سنی ابھی کچھ جانتے نہیں

انکار وصل مین بھی ہین اُلفت کی شوخیان
میرے ہی دل مین رہتی ہین پر مانتے نہیں

ہم اور معرفت تری یارب معاف کر
اب تک خود اپنے نفس کو پہچانتے نہیں

مائل یہ کیا تمھین بھی ہین دعوے بڑی بڑی
سب کچھ وہ جانتے ہین جو کچھ جانتے نہیں

غزل مائل

یہ ٹکڑے چاند کے دیکھو تو کس محفل مین رہتی ہین
جو اُن کو پیار کرتے ہین اُنھیں کے دلمین رہتی ہین

برنگ شمع و فانوس ایک ہی محفل مین رہتی ہین
ہم اون کی انجمن مین وہ ہمارے دل مین رہتی ہین

چمک جاتی ہے بجلی طور کے گھونگٹ اُٹھاتی ہین
پڑے رہتے ہین غش مین جو تری محفل مین رہتی ہین

ہمارے گھر پہ دو عالم کا بلوہ ہونیوالا ہے
نکل کر اُنکے دل سے وہ ہمارے دل مین رہتی ہین

ہماری بدگمانی ہم کو کافر ہی بنا دے گی
خدا بھی دل مین رہتا ہے یہ بت بھی دلمین رہتی ہین

جو خوش ہو کر کے اپنی عاشقون کی اُٹھتی نگاہیں
نظربازی کے لیئے اُنکی [illegible] مین رہتی ہین

گلے پر جبکہ چلتا ہے تو خنجر وجد کرتا ہے
قیامت کے مزے بیتابی بسمل مین رہتی ہین

مری آنکھوں پہ آنکھیں رکھکے لیلی مجکو دیکھیگی
کہ پردے سے چاک بنکر پردۂ محمل میں رہتی ہیں

خدا تو جلد مل جاتا ہے لیکن بت نہیں ملتے
یہ کافر لامکان کی آخری منزل میں رہتی ہیں

شہادت کی تمنا کیون نہ ہو عاشق مزاجونکو
کہ حورون کے اشارے خنجر قاتل میں رہتی ہین

وہ قطرے [illegible] مائل
کہ دل بھر آنکھوں مین بھرتے ہیں تسبیح ہر دم میں رہتی ہین

غزل مائل

اقرار ہے کہ بات بنائی ہوئی سی ہے
لفظون مین کچھ ہنسی سی ملائی ہوئی سی ہے

ہوتا نہ عشق منہ پہ تو کہاتے جو ہم کو آپ
خود لگ گئی یہ آگ لگائی ہوئی سی ہے

اس کو تو دل چرانیکے سو ڈھنگ یاد ہین
تیری نظر سکھائی پڑھائی ہوئی سی ہے

ہنستے ہین سنکے وہ مرا دعوے بے دلیل
ہر بات چٹکیوں مین اڑائی ہوئی سی ہے

چومی ہے کیا کسی نے ترے ہاتھ کی لکیر
دنبالہ کی لکیر مٹائی ہوئی سی ہے ہا

بے پردہ حسن اور اچھوتا غلط دروغ
کھائی سے چیز وہ کہ جو کھائی ہوئی سی ہے

گر حکم ہو تو ہاتھ سے دیکھین ٹٹول کر
سینے پہ چیز کچھ ابھر آئی ہوئی سی ہے

اب لیٹ جاؤ تم مرے زانو پہ رکھ کے سر
نشہ چڑھا ہے نیند بھی آئی ہوئی سی ہے

مائل کسی کے وعدہ پہ اللہ رے خوشی
گویا تری مراد بر آئی ہوئی سی ہے

جلال جناب حکیم میر ضامن علی صاحب لکھنوی

سامنے میرے حیا نے انھین آنے نہ دیا
خاک مین بیچ لگا ہون سے ملانے نہ دیا

مرنے دیتی نہیں امید وصال جانان
دل کے آنے نے نہیں جان سے جانے نہ دیا

ڈھونڈ لیتی مری آنکھیں وہ جہاں تھا روپوش
بدگمانی سے ٹھکانا ہی بتانے نہ دیا

لاکھ سینے کو دوپٹے سے چھپاتے رہے تم
خود نمائی کی امنگوں نے چھپانے نہ دیا

رہ گیا چھیڑ کے کچھ ہم کو سر بزم کوئی
شرم کمبخت نے ہنس ہنسکے بلانے نہ دیا

مٹ گئے وہ بھی مٹے تم جو محبت میں جلال
پر نہ کہنا کہ مرا ساتھ وفا نے نہ دیا

غزل جلال

کاٹ کر پچتاؤ گے حلق ایک بے تقصیر کا
دیکھ لو گے رنگ لاتا خون دامن گیر کا

آبلے تلوؤں کے ہیں صحرا نوردی میں رفیق
ساتھ ہے وحشت میں بھی پھوٹی ہوئی تقدیر کا

کچھ سزا دی لیجیے پھر کیجیے عفو قصور
مجرم الفت بہت مشتاق ہے تعزیر کا

یا تو نے آکر دل بیتاب کو ٹھہرا لیا
اب تسلی کام ہے اس شوخ کی تصویر کا

کھلکے او کمبخت اوس کا ناز سے کہنا جلال
رہ گیا تھا تو ہی اک عاشق مری تقدیر کا

غزل جلال

سینے سے جائے دل بھی کچھ اس کا غم نہیں
کہتی ہے یاد دوست گیا دل تو ہم نہیں

ہم پاؤں پر گرے ہوئے ہوں اور تم کہو
ٹکرائیں سر کو آپ کے جب وہ قدم نہیں

میت پہ آکے میری جو بے پردہ ہو گئے
کیا ہو گیا یقین کہ آنکھوں میں دم نہیں

کہنا کسی کا دیکے شب وصل گالیاں
اتر کوئی گلہ مرے سر کی قسم نہیں

سو لطف اک عتاب میں پاتا ہوں میں جلال
اون کی جفا جفا ستم اون کا ستم نہیں

غزل جلال

یہ عشق کا روگ اگر نجائے تو کاش آ جائے قضا کسی کی
دعا نہ ہو کارگر جو یارب کہین لگے بد دعا کسی کی

کوئی جفا کش ہی جب نہ ہو گا تو کیون رہے گی جفا کسی کی
نہ بھول کر پھر ستم کروگے جو یاد آئے وفا کسی کی

اسیر زلفوں میں دل ہوا ہے کہ جا کے چوٹ مین پھنس گیا ہے
کوئی کس آفت مین مبتلا ہے یہ حال جانے بلا کسی کی

برا یہ کہنا تم اپنے بیمار کو جو پوچھو تو جی ادھر سے وہ
ادا سے اون کا جواب دینا کہین ٹلی بھی قضا کسی کی

وہ بت کچھ ایسا خفا ہوا ہے کہ ہم سے من منکے روٹھتا ہے
بگڑ کے بنتی ہی اب نہین ہے نہ یون بگاڑی خدا کسیکی

بلا کا طوفان ہے محبت نہ اس سے نکلا کوئی سلامت
ڈبوتی ہے بن کے سیل آفت نہین ہے یہ آشنا کسیکی

ابھی تو خلوت مین شوخیان تھین ابھی یہ کیون آنکھین نیچی کرلین
کہان سے شرم آگئی نگہ مین کدھر چھپی تھی حیا کسی کی

ہمین بس دفن کوئی روئے تو خبر چپکے ہی چپکے روئے
لحد مین بے چین روح ہوگی جو مر کے سن لی صدا کسیکی

نہ دل کے دینے مین عذر ہم کو نہ جان دینے مین مضائقہ ہے
اب آگے دیکھین پسند کرتی ہے کسکو دلکش ادا کسیکی

مریض ہجراں تو آ کے گو سو کے مر کے ہو جائے گی صحت اوس کی
وہ کار بیست [illegible] ہو جو آ کر سو جہ لیٹ وہ کسی کی
وہ آ بہرے سینہ کی دل ربائی وہ اوٹھتے جوبن کی خوشنمائی
جلال کس کو جو آ سکے گل سینہ ہو و نام خدا کسی کی

غزل جلال

اوٹھی اودہر جو آنا تم سے ادہر اچل کے
اور اپنی شب گذاری وہ کروٹیں بدل کے

سینہ کی کچھ خبر لے بیٹھو ذرا سنبھل کے
دیکھو کہاں دوپٹہ آیا کہاں سے ٹل کے

عاشق کا دم بھی نکلے جب بھی تم آکے دیکھیں
بے دید [illegible] قدر ہیں معشوق آجکل کے

انگڑائیاں کسی کی کیا اوس کو یاد آئیں
دل [illegible] گیا ہمارا دو ہاتھ کیوں اچھل کے

وہ شوخ وصل کی شب منکے ہم سے روٹھا
گھبرا ہوا مقدر گھبرا سنبھل سنبھل کے

سوکر اوٹھے ہو تم کیا اک حشر سامنے برپا
فتنہ یہ کیسا جاگا دیکھو تو آنکھیں مل کے

شوق اوسکے دیکھنے کا سینہ سے لے ہی نکلا
بدراہ ہو گیا دل آنکھوں کے ساتھ چل کے

توبہ کا ہے جلال اب اللہ ہی نگہبان
شیشے ہیں ٹوٹے لیا اب جام شراب چل کے

شوق - جناب محمد مراد علی صاحب سندیلوی تلمیذ
حضرت اسیر لکھنوی مرحوم و مغفور

دل میں اوسکے نور کا میرے ظہور تھا
اک برق حسن گھر میں کبھی رشک طور تھا

[illegible]
کنج لحد میں میرے لئے آغوش حور تھا

پہونچا یا اوس مقام پہ اس عشق نے جہاں
سایہ مرا رقیب صفت مجہ سے دور تھا

دل پہ ہے ۔ دون نکال کے جا ہے نکالنے جو نام
اتنی سی بات پر تمہیں اتنا غرور تھا

تا گور آ سکے میت عاشق کیساتہہ ساتہہ
احسان مسافران عدم پر ضرور تھا

مین مست باغ میں کبھی مئی نہ سے رہا
ہر ایک پہول جام شراب طہور تھا

اے شوق دیکہا گنگا کا میلہ نہ تم نے حیف
نزدیک لکہنؤ سے بہت کانپور تہا

غزل شوق

دیکھون جلوہ وہ نقاب رخ روشن بنکر
سیر گلشن کی کرون بلبل گلشن بنکر

لاش مرقد مین ہم آغوش رہیگی اون سے
چین سی سوئیگی دلہن یہ سہاگن بنکر

خاک مین ملکے اڑا ئیگی تجسس مین ترے
روح بہٹکیگی تری راہ مین جوگن بنکر

ہے قضا سر پہ کہڑی شوق زیارت دلمین
موت یہ پیچہے پڑی ہے مری دشمن بنکر

درد فرقت مین جو مر جاؤنمین مشتاق جمال
روح جائیگی مدینہ کو برہن بنکر

دہیان زلفون کا رہیگا یہی مدفن دلمین
آکے تربت مین ڈسیگی مجہے ناگن بنکر

مجہ سیاہ کار کو شب مین بلا لو مولے
نہ رہے ہند مین مٹی مری پاپن بنکر

رونمائی کے لئے لائیگا رضوان حج ریت
لاش جنت مین مری جائیگی دلہن بنکر

حال ہر عضو بدن اپنا کہیگا اے شوق
دوست وان دینگے گواہی ہی دشمن بنکر

شاعر- جناب آغا شاعر صاحب [illegible]

جنس دل کا کہیں دنیا میں خریدار نہیں
کوئی بھی [illegible] رہا [illegible]

تم وہ ہو قول بھی لیتے ہوئے جی ڈرتا ہے
[illegible] حیات بھی دینے سے انکار نہیں

وہی تم تھے مری آغوش میں کل خود آئے
اب وہی تم ہو کہ [illegible] نہیں

ہم وفا بھی کریں تو قدر وفا ناممکن ہے
[illegible] کر دو پھر بھی گنہگار نہیں

پھیر دیجے دل بیتاب ہمارا ہمکو
کوئی حجت نہیں جھگڑا نہیں تکرار نہیں

یہ بھی کہتے ہیں کہ تجھ سے بھی ملینگے اکدن
یہ بھی کہتے ہیں کہ وعدہ نہیں اقرار نہیں

تا بہ کے آپکی فقروں کو پیئے جائے کوئی
آخرش [illegible] بھی تو انسان ہوں دیوار نہیں

کون اس رنگ سے لکھیگا غزل اے شاعر
یہ کلیجے کے ہیں ٹکڑے مرے اشعار نہیں

غزل شاعر

چار دن کا ہے تماشا دیکھ لے
دیکھتی آنکھوں سے دنیا دیکھ لے

پھر چلا کہکر ابھی آتا ہوں میں
پھر چلا ہم سے ہی فقرا دیکھ لے

خار حسرت چبھ نہ جائے دل نہ لو
پھول توڑے بھی تو کانٹا دیکھ لے

اب گھڑی ساعت کا ہی بیمار غم
دیکھنا ہے تو کہیں آ- دیکھ لے

سختیاں سہتا ہوں تیری رات دن
ہے یہ میرا ہی کلیجا- دیکھ لے

تجھ سے اتنا ہی نہیں ہوتا کبھی
دو گھڑی میرا تڑپنا دیکھ لے

کھل گئے صبح شب وصل عجب ناز سے وہ — آپ نے ہان کبھی ہم کو بلایا نہ کرو

وہ شب وصل کس انداز سے فرماتی ہین — چپکے بیٹھے رہو تم ہاتھ لگایا نہ کرو

جو کہون گا وہ تمہاری بھی بھلے کی ہوگی — چٹکیون مین مری باتون کو اڑایا نہ کرو

کم نہین سوز تپ ہجر غریبون کے لئے — رشک دشمن سے مری جان جلایا نہ کرو

قتل ہی کردو نہین جان کی پروا لیکن — دم بسمل ہمین ناز سے تلوار دکھایا نہ کرو

صبر پڑ جاے نہ تم پر دل مضطر کا کہین — مجکو اس طرح مری جان جلایا نہ کرو

ای فضا ہین یہ حسینان جہان سب بے فیض
بھول کر دل کبھی تم ان سے لگایا نہ کرو

غزل فضا

محبت مرے دل مین چھائی تمہاری — کرون پھر نہ کیون کر گدائی تمہاری

لگائے کس امید پر کوئی دل کو — کہ مشہور ہے بیوفائی تمہاری

مرے منہ پہ تم مجکو دیتے ہو گالی — ہے اے جان اچھی صفائی تمہاری

مزہ تھا لپٹتے تھے اک شوق سے ہم — شب وصل مین ہاتھا پائی تمہاری

مری سیدہی باتون پہ ہوتے ہو ٹیڑھی — یہ اچھی نہین کج ادائی تمہاری

ادہر تم گئے جان ادہر تن سے نکلی — ہے صبح قیامت جدائی تمہاری

فضا سر پہ ہے فضل خالق تو کیا ڈر
کرین لاکھ دشمن برائی تمہاری

حضرت محشر لکھنوی

پھر آہ دل جگر بھی گیا کیا برا ہوا
برگشتگی نصیب کی تھی یہ شب وصال
غش ہون جگر مین درد اُٹھا مجھ ضعیف کے
ت کا حجاب بڑھتا ہی جاتا ہے ہجر مین

محشر چلو نجات ہوئی فیصلہ ہوا
جلد آ سُنا یا یار کو اُتنا خفا ہوا
کروٹ بدلنے کا تو کوئی آسرا ہوا
ابھی ہمارے دل کا مگر حوصلا ہوا

محشر تمہارے درد کے نالون سے ہجر کی
سب جانتے تھے شور قیامت بپا ہوا

حضرت آصف سیتاپوری

پھر ملا مجھکو دل لگانے سی
ہے مجھے انتظار قاصد کا
شکوہ مانگا جو یار سے بوسہ
اونکے پاؤن پہ سر نثار کیا
باتین ابتک ہین اُنمین بچپن کی
مہندی ملنے سی کہل گیا مجھپر
جب دیا غسل میری میت کو

اون کو نفرت ہی مجھ تک آنیسے
جا ابھی موت تو سرہانی سے
سو رہے نیند کے بہانیسے
اُترا اک بوجھ میرے شانیسے
رونے لگتے ہین وہ منانیسے
خون کرین گے اسی بہانیسے
سب گنہ دہو گئے نہانیسے

کیا ملے گا وہان نہ جا آصف
لوگ نالان ہین تیرے آنیسے

حضرت جواد لکھنوی

رات فرقت کی تڑپنے میں بسر کرتے ہیں — نالہ و آہ میں ہم شب کو سحر کرتے ہیں
اون کے کوچے میں کبھی ہم جو گذر کرتے ہیں — ناتوانی سے انہیں جا کے خبر کرتے ہیں
آپ ہی آپ چلے جاتے ہیں محفل میں رقیب — مسکرا کر وہ نظر ہم پہ اگر کرتے ہیں
بیخودی میں جو کبھی شکوہ زبان سے نکلا — ہائے جا جا کے رقیب اونکو خبر کرتے ہیں
ہر صنم میں نظر آتی ہے خدا کی قدرت — ہم کبھی دیر میں جا کر جو نظر کرتے ہیں
قصر سے ہم کو نہ مطلب ہے نہ شاہی سے غرض — کنج عزلت میں فقیرانہ بسر کرتے ہیں

رات کو بھی نہیں منزل پہ ہیں دم لیتے جواد
صفت ریگ رواں ہم جو سفر کرتے ہیں

حضرت عرفان دانا پوری

لطف عشاق کو ہے عشق میں جل جانے سے — عشق بازی کا مزا پوچھئے پروانہ سے
حضرت دل سے غرض ہے تری طالب کو صنم — کام نہیں کعبہ سے مطلب ہے نہ بتخانہ سے
جلوہ گریاں بھی ہے ہر لحظہ وہ رشک حورا — خلد کس بات میں اچھا ہے مری کاشانے سے
کوچۂ عشق کی منزل بھی عجب ٹیڑھی ہے — خضر عاجز رہے اس راہ کے بتلانے سے
عید کے دن جو سوئے بتکدہ ہم مست گئے — دل ملا شیشے سے آنکھیں ملیں پیمانے سے

نغمہ زن ہوتے ہو بلبل کی طرح سے عرفان
کیا ہوا لگ گئی گلشن کی ہوا کھانے سے

حضرت رحمت بنارسی

چلن زمانے میں پھیلا ہے بیوفائی کا — یقین کسی پہ کیا جائے آشنائی کا

پھر چلے وہ آنکھ سے جو پہ میرے دل نے کیا — دکھاتے جاؤ کچھ انداز دل ربائی کا

اسیر زلف ہوا ہوں ہر ایک خم سے چھٹا — خدا کرے کہ نہ ہو سلسلہ رسائی کا

وہ مہر سخن پہ بگڑے تھے ہم منانے تھے — عجب مزا تھا شب وصل میں لڑائی کا

ہے تجھی شوق شہادت ہے کیا وہ قاتل — جو حوصلہ ہے تجھے تیغ آزمائی کا

کسی کا پاس ہے شب وصل مجھ سے یہ کہنا — بڑا قلق تھا مجھے بھی تری جدائی کا

ہمارے آئینہ دل کو کہہ پیش نظر — ہوا ہے شوق اگر تمکو خود نمائی کا

کسی چوہدری یہ کب خفا ہو کر — اسی گھمنڈ پہ دعوے تھا آشنائی کا

اگرچہ سنگ در یار گھس گیا رحمت
مٹا نہ شوق مگر اپنی جبہہ سائی کا

جناب شاغل صاحب

پیکسوں نے اسکے آگے جسگھڑی سر رکھدیا — رحم کھا کر ہاتھ سے قاتل نے خنجر رکھدیا

ہم تو ٹہہ ہوا ہیں فرشتوں سے پڑہا جائیں اگر — دیکھکر سو مرتبہ خط مقدر رکھدیا

ساغر خالی میں کیا ہے جو ہیں ہم بادہ خوار — سامنے بیچاروں کے کیا خاک پتھر رکھدیا

وہ ہی گردش کا تیری آنکھوں کی جانے ماجرا — جس نے دور چرخ گردوں میں یہ چکر رکھدیا

تیرے کوچہ میں اٹھایا ہے یہ دیوانوں نے شور — جیسے لاکر عرصہ میدان محشر رکھدیا

تو شوا ہیگے تیری موتی جو چمکا ای پری — سیپ نے دریا سے باہر آب گوہر رکھدیا

اب تو شاغل اس در دولت سے اوٹھنے کے نہیں
سوچ کر کچھ ہم فقیروں نے یہ بستر رکھدیا

غزل شاغل

خفا ہو گئے جب خفا ہونے والے
مقدر کو رو رو کے رہے رونیوالے

پھرانا ہوا جا تو گردنہ خنجر
گلے مل کے تجھ سے جدا ہونیوالے

تمہاری نگہہ میں ہے جادو غضب کا
نہ ہم سحر والے نہ ہم ٹونے والے

بجا تھی عدو کی شکایت کہ بیجا
اجی کون تھے تم خفا ہونیوالے

مری لاش پر آکے کہنا کسیکا
ملا کیا تجھے نقد جان کھونیوالے

وہ ہنس ہنس کے دیکھا کئے یہ تماشا
سر بزم رو یا کئے رونے والے

سزا ہو اگر حشر میں بھی تو پائیں
تغافل سے مجھکو بیان کھونیوالے

جدا ہو گئے سامنے سے غضب کا
لپٹ کر گلے سے میرے سونیوالے

جو میں یاد آیا پس مرگ شاغل
لحد پر میرے رو گئے رونے والے

فیضا جناب منشی محمد محبوب علی صاحب حیدرآبادی خلف جناب محمد اعظم صاحب

کس پہ احسان کروگے یہ ستم میرے بعد
کس پہ چمکاؤگے یہ تیغ دو دم میرے بعد

روح تڑپیگی لحد میں پس مردن میری ہا
کچھ نہ کیجے گا مرے مرنیکا غم میرے بعد

کون ہوگا ہدف جور و جفا میری طرح ہا
کس پہ برساؤگے یہ تیر ستم میرے بعد

جاتے ہیں غیر کے گھر میرے جلانے کے لئے
گھر سے باہر نہ وہ رکھیں گے قدم میرے بعد

یاد آئیں گی حسینوں کو وفائیں میری
روئیں گے بیٹھکے سب اہل ستم میرے بعد

پس مردن مری تربت پہ کبھی آجائے گا
مرے عیسیٰ کبھی کیجے گا کرم میرے بعد

آپ کی جان سی دور آپ پہ صدقے ہوجوں
کچھ نہ کیجے گا مرا رنج و الم میرے بعد

عوض جور و جفا مہر و وفا کیجے حضور
کام کیا آئے گا پھر لطف و کرم میرے بعد

میرے ہی دم سے فضا گرم ہے بازار سخن
ہونگے افسوس کنان اہل قلم میرے بعد

مرے گھر بھی کبھی تشریف لاؤ میہمان ہوکر
دل ناشاد عاشق کیجیے خوش مہربان ہوکر

ہنسو بولو کرو باتین خوشی کی بزم عشرت مین
بھلا خاموش کیون بیٹھے ہوا ایسے بیزبان ہوکر

دم رفتار قامت پر قیامت صدقے ہوتی ہے
لڑکپن مین تو آفت ہین غضب ہونگے جوان ہوکر

رہی باقی کدورت دل مین انکی میری جانب سے
اٹھے وہ صاف ہونے پر بھی مجھ سے بدگمان ہوکر

بہار آتے ہی دیوانہ ہوئے پھر زلف کے قیدی
اڑی دست جنون سے جیب و دامان دھجیان ہوکر

یہی ضد اضطراب دل تو اکدن سوز فرقت مین
طپش دل کی دکھائیگی تماشہ بجلیان ہوکر

جو آئے جوش پر دریا ہماری چشم پرنم کا
بہینگے اشک آنکھون سے ہماری ندیان ہوکر

کیا یہ زار زور ضعف نے بیمار فرقت کو
قدم اوٹھتا نہین راہ طلب مین ناتوان ہوکر

گرہ اڑتیسوین ہی اے قضا یہ شاہ آصف کی
اوٹھے کیون کر نہ شور تہنیت حسن بیان ہوکر

دردمندون سے نہ پوچھو کہ وہ کیا کرتی ہین
رات دن ہاے خدا ہاے خدا کرتے ہین

جھوٹے وعدون سے تسلی وہ دیا کرتے ہین
چٹکیان میرے کلیجے مین لیا کرتے ہین

گدگداتی ہے طبیعت تو نہین چھیڑ کی ہم
گالیان صبح و مسا خوب سنا کرتے ہین

کیا برا بوسۂ رخسار اگر ہم لے لین
جانتے تو ہین کہ انسان خطا کرتے ہین

بات کرتے نہین بیٹھے ہین جھکائی سر کو
وہ شب وصل بھی عاشق سے حیا کرتی ہین

حال دل ان کو سناؤن تو سناؤن کیونکر
جنبش لب پہ وہ سر تن سے جدا کرتی ہین

بات کا میری اثر ہو تو اونہین کیونکر ہو
روز و شب غیر کی پٹی وہ پڑہا کرتے ہین

ان دلون میں شوق ستم مد نظر ہے اون کو
روز عشاق سے کیسے ستم ہے بپا کرتے ہین

صور کا شورش غلغال یہ ہوتا ہے گمان
دم رفتار قیامت وہ بپا کرتے ہین

آسکے پھر خدا پر دیسے یا حضر صاحب
اپنے عاشق سے بھلا کوئی جفا کرتے ہین

ان سی بچھڑ جاتے جہان بھی تو نہین کچھ پروا
یہ وہ ظالم ہین کہ اپنا ہی کیا کرتے ہین

پاؤن اوٹھتے ہین وہی گھر سے ستمگر کے فدا
عشق جانان ہین جو ہستی کو فنا کرتے ہین

دم لبون پر تھا جو تیرے بیمار سے
آگئی جان سر سے دیدار سے

دیکھ یہان اسے شوق الفت حشر تک
سر نہ اوٹھے زانوئے دلدار سے

حضرت ناصح عمل ہی شرط ہے
فائدہ کیا جبہ و دستار سے

اے فلک جل کر دھوان ہوجائیگا
آہ نکلے گر دل افگار سے

یہ تو سنتے ہین قیامت آئے گی
حشر برپا ہے تری رفتار سے

حسن کا صدقہ اولٹ دیجے نقاب
شرم کیسی طالب دیدار سے

وصل مین کس ناز سے کہتے ہین وہ
تنگ ہین پازیب کی جھنکار سے

مہر و مہ بھی ہو کے مشتاق جمال
جھانکتے ہین روزن دیوار سے

دفن ہون گے مر کے بھی عاشق یہین
اوٹھتے ہین کب کوچۂ دلدار سے

عشق ہین گیسو و رخ کے آج کل
چھن رہی ہے کافر و دیندار سے

کب تلک ظالم ترا مشق ستم
ہوگیا غربال دل سوفار سے

میرے سر کی ہے قسم سچ سچ کہو
گفتگو کل کیا ہوئی اغیار سے

روٹھکر بیٹھے ہو کیون جی کیا ہوا
باتین تو کرتے تھے اب تک پیار سے

ایک دہانوں کو تو ہے سہ جان جہان
فائدہ اس تجنیس و تکرار سے ہے

ہم تو صورت کو بھی ترستے ہین واہ وا
وصل کے اقرار ہون اغیار سے

ق

وہ بھی کیا دن تھے کہ ہر صبح [illegible] سا
ہم کنارہ کبھی ہین دلدار سے ہے

ہو گیا وہ دن آہ ہم سے جدا
کج روی چرخ ناہنجار سے

کیا سناؤں مین نصیب [illegible] کا غم
آپ تو خود واقف ہین حالِ زار سے

رات دن پہلو مین رہتا ہون فضا
ہون مین بلبان طالع بیزار سے

عشق بتان کا دل کو جو آزار ہو گیا
بیٹھے بٹھائے ہجر کا بیمار ہو گیا

کل وصل ہوگا یا تو پھر اپنا وہ مال ہے
اس بیوفا سے آج یہ اقرار ہو گیا

آتا نہین ہے وہ تو اجل آئے ہجر مین
یارب مین ایسے جینے سے بیزار ہو گیا

یہ کیا غضب ہے غیر تو ہون شاد وصل سے
مین ایک بوسہ لے کے گنہگار ہو گیا

کم ظرف ہے رقیب کہ آنکھون پہ غش ہوا
لو دو ہی ایک جام مین سرشار ہو گیا

افسوس ہم سے راز محبت نہ چھپ سکا
چہرے سے حال دل کا نمودار ہو گیا

صد شکر جس کی یاد مین گذری تمام عمر
آخر کو ہم کنار وہ دلدار ہو گیا

انجان ہو کے مجھ سے یہ کہتا ہے گلعذار
سچ کہہ کہ کس کے عشق مین بیمار ہو گیا

پایا یہ فیض عشق مین اس گل کے اے فضا
دل داغ ہائے ہجر سے گلزار ہو گیا۔

ٹھمری نامعلوم

پیارو ری میرا او بانکے بھرے جوبنا
رنگ بھرا جوبنا ڈھنگ بھرا جوبنا

چھتیان او بھار و سار و

حسین جتنے ہین او سا نہی ہمارے ہین
کہ آگے چاند کے جیسے چمکتے تارے ہین

رنگیلی رسیلی چھبیلی بجلی مرگ لوچنی سندر موہنی

ٹھمری جناب مراد علی صاحب مراد

دور مت جا رے تم سنگاتی ۔ ۴
مین سوتی تھی اپنے آنگن وا ۴
بیت کرے گی واربت یہی ہے

پردیس مت جا رے —
سینے مین آکر لگائے گلے چھاتی
تم تو ہو غیرون کے سنگاتی

مراد پیا نے وصل کی شب مل
جھٹ پٹ کر دل لئے سنگاتی

ٹھمری ایضاً

پیا ر موہنیان نہانا ہوگا ۴
عاشق کو بوسے شیرین لبون کا
پھر پھر کے جام شراب محبت

غم جو ہوگا اوٹھانا ہوگا ۴
دینا بھی ہوگا دلانا ہوگا ۔ پیار ۴
پینا بھی ہوگا پلانا ہوگا ۔ پیار ۴